تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ۱

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۸ | مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۸ء | یوم جمعہ | مطابق ۴ رجب المرجب ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

مستریوں کا جھوٹا مقدمہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے خلاف اقدام قتل اور حفظ امن کا اسسٹنٹ کمشنر صاحب بٹالہ کی عدالت میں دائر تھا۔ اور جس کے متعلق الفضل کے ایک گزشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ ۲۲ دسمبر کو پیش ہوگا۔ وہ اس تاریخ مدعیوں کے بیانات پر ہی جھوٹا سمجھکر عدالت نے خارج کر دیا۔

مرکزی دفاتر اور سکول ۳ جنوری ۱۹۲۸ء سے کھل گئے ہیں ٭

اخبار احمدیہ

احمدیہ مشن لندن کے مکان کی مرمت

میں نے الفضل مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ایک مکتوب ملک محمد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء نیر دہلی کا لندن سے لکھا ہوا پڑھا۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔ اگر مشن کے مکان کی جلد مرمت نہ کی گئی تو سخت نقصان ہوگا۔ مگر جہاں انہوں نے اس طرح جماعت کی توجہ مکان کی مرمت کی طرف دلائی۔ وہاں کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ اس کام کیلئے عملی نمونہ پیش کرکے اوروں کو ترغیب دیتے۔ میں جانتا ہوں کہ ملک صاحب خدا کے فضل سے ایک مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنے لندن کے سفر میں ضرور لندن مشن کو غیر معمولی چندہ دیا ہوگا۔ یا دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔ مگر بہتر ہوتا اگر ایسی عمدہ تحریک کے لئے وہ کچھ عملی طریق پر یعنی ... کا اعلان کرکے اپنے مخلص بھائیوں کے جوش کو ابھارتے۔ اب میں الفضل کی خدمت میں اس عریضہ کے ذریعہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ضرور ایسا اعلان کر دیں۔ اور میں ان کی اس مبارک تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ایک پونڈ چندہ اس مد میں دینے کا وعدہ کرتا ہوں جو انشاء اللہ ماہ جنوری میں بیت المال میں جمع کرا دوں گا۔ امید ہے اور بھائی بھی اپنے اخلاص کا اظہار کریں گے۔ والسلام۔ محمد رفیع سب انسپکٹر پولیس لاڑکانہ سندھ

مبلغ امریکہ کی واپسی

۵ دسمبر شیخ محمد یوسف خان صاحب مبلغ امریکہ ۱۲ بجے جہلم بخیریت پہنچے جو ۵ سال کے بعد تشریف لائے ہیں۔ ان کے پہنچنے کی اطلاع پہلے بذریعہ تار پہنچ چکی تھی۔ اس لئے بہت سے احباب اسٹیشن پر وقت مقررہ پر حاضر تھے۔ شیخ صاحب کے گاڑی سے اترنے پر جماعت کے دوستوں اور دوسرے احباب نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور مجمع ان کے ساتھ ان کے گھر تک آیا۔ پھر وہ جناب شیخ فضل حق صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں احباب جماعت کی طرف سے خاکسار نے ایڈریس پڑھ کر سنایا۔

جس کے بعد شیخ صاحب نے مختصر سی تقریر کی اور تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ جناب شیخ فضل حق صاحب نے تمام حاضرین کو چائے اور مٹھائی کی دعوت دی۔ خاکسار محمد سلیم از جہلم

فوجی بھرتی کیلئے جوانوں کی ضرورت

احمدیہ پلاٹون ۱۲/۱۶ ، ۱۱ پنجاب بٹالین رجمنٹ کے لئے ۳۰ جوانوں کی ضرورت ہے۔ اضلاع گجرات جہلم۔ شاہ پور۔ کیمبل پور۔ راولپنڈی کے سیکرٹریان جماعت احمدیہ سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے ضرورت کے مطابق نوجوان مہیا کریں۔ اور انہیں ۱۰ جنوری تک جہلم دفتر کمانڈنگ ۱۱ پنجاب رجمنٹ کے سامنے پیش ہونے کی ہدایت کریں۔ وہاں مولوی عبدالمغنی صاحب احمدی کوارٹر ماسٹر حوالدار سے پہلے ملیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

حصہ وصیت کی ادائیگی

چوہدری عنایت اللہ صاحب موصی ۸۲۸ نے موضع چیمہ سندھواں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ سے نمبر خسرہ $\frac{۲۵۸۱}{۱۹۴۸}$ للعہ ۱۹۴۱ ملے ۱۹۴۲ سلے کل رقبہ ۱۶ کنال ۱۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ درج کاغذات مال کرادیا جو منظور ہو گیا ہے۔ تمام زمیندار موصی احباب چوہدری صاحب موصوف کے نمونہ سے فائدہ حاصل کریں ؛

(سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۶ ر نومبر ۱۹۲۷ء کو مسمی محمد لطیف صاحب ولد عبدالحکیم صاحب سکنہ بھمہ ضلع لاہور کا نکاح مسماۃ رحمت بی بی بنت قائم دین سکنہ ہرسیاں ضلع گورداسپور سے جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ (خاکسار محمد تقی از قادیان)

۲۔ مرزا محمد ابراہیم صاحب ولد میاں محمد عبداللہ صاحب مرحوم سکنہ ملتان کا نکاح امت الرحمٰن بنت حکیم عبدالرحمٰن صاحب کاغانی سے ایک ہزار روپیہ مہر پر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۶ ر دسمبر ۱۹۲۷ء مسجد نور میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم اس کو بابرکت کرے۔

(مرزا محمد حسین ترگڑی ضلع گوجرانوالہ)

۳۔ ۲۹ ر دسمبر ۱۹۲۷ء ماسٹر محمد حسین ٹیلر کا نکاح مرزا جمیل بیگ مرحوم کی لڑکی نواب بیگم سے جس کا جائز ولی مرزا افضل بیگ برادر حقیقی ہے۔ بعوض پانچ صد روپیہ حق مہر ماسٹر محمد طفیل صاحب احمدی نے پڑھایا۔

سید مقبول حسن دھرم سالہ

تلاش لوئی

میری ایک لوئی خودرنگ سالانہ جلسہ پر کمرہ سیالکوٹ جموں سے گم ہوگئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو پتہ ہو تو پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ نور حسن سیکرٹری انجمن احمدیہ کوٹلی ڈاکخانہ فتح گڈھ ضلع سیالکوٹ

تلاش بٹوا

میرا ایک بٹوا ایام جلسہ میں کہیں رہ گیا۔ جس میں دو نوٹ دس دس کے ایک پانچ کا اور کچھ نقد روپے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ۲ ٹکٹ واپسی کھاریاں کے تھے۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو۔ تو مجھے بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ امیر حسین شاہ مقام نارنگ ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات پنجاب

ضرورت

ایک شخص جو کہ علوم عربی۔ قرآن مجید اور حدیث سے واقف ہیں۔ فارغ ہیں۔ اگر کسی صاحب کو امام مسجد یا بچوں کی تعلیم کے لئے ضرورت ہو تو دفتر امور عامہ قادیان سے خط و کتابت کریں۔

شکریہ

بابو غلام محی الدین صاحب احمدی پوسٹماسٹر نے اس جگہ ذی علم طبقہ میں تبلیغ کے لئے مبلغ ایک سو پچیس ۱۲۵ کے قریب کی سلسلہ کی کتب خرید کر مرحمت فرمائی ہیں۔ ہم ان کتابوں کی رسید شکریہ کے ساتھ پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں۔ کہ خداوند کریم ان کی اس قربانی کو درجہ قبولیت عطا فرماتے۔ یہ نہایت نیک نمونہ ہے ان لوگوں کے لئے جن کو باری تعالٰی نے مال عطا فرمایا ہے وہ اس طریق پر بھی صدقہ جاریہ کے کام کر سکتے ہیں۔

محمد عبداللہ سیکرٹری تبلیغ ڈیرہ بابا نانک

درخواست دعا

میں ایک مقدمہ میں خواہ مخواہ پھنسا دیا گیا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالٰی مخلصی بخشے ؛

عابد شریف ساگر شیموگہ (میسور سٹیٹ)

دعا مغفرت

ہماری جماعت کے ایک پرانے احمدی چوہدری گل محمد صاحب بقضائے الٰہی فوت ہوگئے احباب دعا مغفرت فرماویں ؛

محمد الدین سیکرٹری انجمن چہور ضلع شیخوپورہ

کمبل کی تلاش

۲۹ ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو قریب ایک بجے دن قادیان سے روانگی پر ایک کمبل کچھ سیاہی مائل چارخانہ جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر رئیس آگرہ کا کسی موٹر وغیرہ میں رہ گیا ہے جس کسی دوست کو ملے۔ وہ حسب ذیل پتہ سے بذریعہ پارسل روانہ کر دے۔ یہ حضرت غیر احمدی ہیں۔ خاص طریقہ سے جلسہ پر تشریف لائے تھے۔ دوست خاص طور پر کوشش کریں۔ کہ کمبل مل جائے۔ پتہ ڈپٹی صاحب کا ذیل میں درج ہے۔

مرزا عرفان علی بیگ ای۔ ایس۔ او ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کوٹھی باغ مظفر خاں آگرہ

نظم

منشی قاسم علی خاں صاحب قادیانی کی نظم جو انہوں نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پڑھی ؛

ضیاءِ خورشید حسن احمد کا صبح کن ماہتاب ہے یہ
بفضل ایزد کہ مطلع نظم مطلع آفتاب ہے یہ
ادب سے آنا اے آنیوالے جلال ربی کا باب ہے یہ
شہ محمد کی بارگہ ہے مقام عالی جناب ہے یہ
خودی کا پردہ الٹ کے ناداں نکل کہ ظالم حجاب ہے یہ
خدائی کو ہے یہ شان زیبا خدا کے منہ کی نقاب ہے یہ
نہ بھول ہستی بے بقا پر نہ مرنا دھوکے میں اس کے ہمدم
کہ موج بحر فنا کے اوپر مٹا ہوا نقش آب ہے یہ
جہنم اسکی ہے خوشنمائی۔ عذاب ہے اسکی دلربائی
جو آنکھ میں پتلی بنکر آئی ہوا کا خالی حباب ہے یہ
محمد۔ احمد کو دو نہ کرنا غلام محمود ہو کے مرنا
ریاضت کامیاب ہے یہ عبارت مستجاب ہے یہ
خدا کے شیدائی حق کے پیارو نبی احمد کے جاں نثارو
بڑھے چلو ہمتیں نہ ہارو کہ ابتدائے شباب ہے یہ
ہزاروں متوالے حق کے خواہاں ہیں یہ بیٹھے ہیں محو عرفاں
جو دل ہے بریاں تو چشم گریاں شراب ہے یہ کباب ہے یہ
عزیز ہے جس کو مال و راحت تو دور اس سے ہے باب رحمت
ہے لغویت یہ زبانی الفت سنبھل کہ برعکس خواب ہے یہ
گلاب وحدت جو ہیں محمد۔ تو پاک نکہت ہیں اسکی احمد
جو اب ہیں محمود جان احمد تو سمجھو روح گلاب ہے یہ
جو مانا ظل محمد۔ احمد۔ تو کیوں ہے محمود سے تجھے کد
کلام ربی کا ہو نہ مرتد۔ کہ اس کا ہی انتخاب ہے یہ
پسر ہے موعود حکم رب ہے خلاف اسکے زباں نکلے لب سے
قدم اٹھانا بہت ادب سے رہ عذاب و ثواب ہے یہ
حدیث و قرآں کتاب و برہاں ہر اک ہے شاہد بدل ثنا خواں
رجال فارس کو دیکھ ناداں وہی جواں لاجواب ہے یہ
ہمیشہ پاکوں سے جو ہوا ہے وہی یہاں رنگ چڑھ رہا ہے
قمر کا نور اور بڑھ رہا ہے کہ رو بمہ پر سحاب ہی یہ
یہی نکیرین سے کہونگا۔ میں قادیانی دکھا کے قرآں
مرا ہے محمود دین و ایماں۔ حساب ہے یہ کتاب ہے یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۸ء

رُوئداد جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

۲۶۔ دسمبر ۱۹۲۷ء

پہلا اجلاس

تجویز شدہ پروگرام کے مطابق خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت سالانہ جلسہ ۲۶۔ دسمبر ۲۷ء ۹ بجے صبح شروع ہُوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سٹیج پر رونق افروز ہوکر اپنی مختصر تقریر (جو گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے) اور لمبی دعا کے بعد افتتاح فرمایا۔ اس اجلاس کے پریذیڈنٹ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب تجویز ہوئے۔ اور انہی کے سپرد خطبہ مجلس استقبالیہ کا بیان کرنا بھی ہوا۔ اس پہلو سے آپ نے جو تقریر فرمائی۔ وہ خلاصتاً حسب ذیل ہے۔

خطبہ مجلس استقبالیہ

تقریر خانصاحب منشی فرزند علی صاحب

حضرات۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے پھر اس سال تمام لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم ہیں۔ ایک دفعہ اس مقدس مقام میں حاضر ہونے کی توفیق دی۔ تاکہ ان فوائد سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سالانہ جلسہ کے قائم کرنے میں مدنظر تھے۔ مستفید ہو سکیں۔ اس کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور تمام منتظمانِ جلسہ کی طرف سے آپ تمام احباب کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور دلی مسرت سے اَھلاً وَ سھلاً وَ مرحباً عرض کرتا ہوں۔

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ابھی فرمایا ہے اس بستی سے ایک کمزور سی آواز اٹھی۔ جو اس وقت حقیر بھی سمجھی گئی۔ مگر آخرکار اس قدر بلند ہوئی۔ کہ دور دور تک سنی گئی۔ اور آپ لوگ اسی کو سن کر اس طرف چلے آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو زور سے دنیا میں پیش کیا ہے۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسی آواز نہ آئے۔ کہ میں موجود ہوں۔ عقل انسانی اس نقطہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ کہ اس تمام کائنات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے اگر خدا تعالےٰ وحی نہ فرماتا۔ اور اپنی موجودگی کا یقین الہاماً دنیا کے قلوب میں پیدا نہ کرتا۔ اور اس آواز سے ثبوت بہم نہ پہونچاتا۔ تو اس کی تصدیق نہ ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں اپنے بہت سے الہام شائع کئے ہیں۔ جو ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں۔ کہ خدا کوئی نہیں یہ ایک وہم ہے۔ یا جو کہتے ہیں۔ خدا کلام نہیں کرتا۔ یا یہ کہ وہ بیشک گذشتہ زمانہ میں کلام کرتا تھا۔ مگر اب خاموش ہے اس بات کا ثبوت بہم پہونچاتے ہیں۔ کہ خدا ہے۔ اور اس وقت بھی اسی طرح کلام کرتا ہے۔ جیسے گذشتہ زمانوں میں کرتا رہا۔ اور اس زمانہ میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کے لئے چن لیا ہے۔ کہ اپنا کلام نازل کرے تاکہ لوگ اس کی طرف جھکیں۔ اس کلام میں ایسی پیشگوئیاں ہیں کہ جن کو پورا ہوتے دیکھکر سعید فطرت لوگوں کو خدا کی ہستی کا کامل یقین ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایمان لے آتے ہیں۔ کہ جس پر یہ کلام نازل ہُوا۔ وہ یقیناً خدا کا پیارا اور برگزیدہ بندہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ خدا تعالےٰ تک پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور احمدی ان کو خوب جانتے ہیں۔ مگر مخالفوں کو ان کا علم نہیں۔ وہ صرف انہی سے آگاہ ہیں۔ جن کو وہ اپنے زعم میں غلط اور جھوٹی سمجھے ہُوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیش گوئی ہے حان ان تعان وتعرف بین الناس۔ وقت آگیا ہے۔ کہ تو دنیا میں مشہور کیا جائے۔ یہ پیش گوئی غالباً ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء کی ہے۔ اور آج اس کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی طرح آپ کے الہام ہیں۔ یاتین من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ کہ کثرت سے اور دور دراز مقامات سے لوگ اور تحائف تیرے پاس آئیں گے۔ آپ ایک انسان تھے۔ اور ان باتوں پر قطعاً قادر نہ تھے۔ مگر آپ لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں اسی طرح قادیان کے بڑھنے کے متعلق آپ نے پیش گوئی فرمائی جو اب پوری ہو رہی ہے۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل یہ دی گئی ہے۔ اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا (۱۳-۱م) اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی معلوم کی جا سکتی ہے۔ تمام ممالک میں آپ کے منکرین کم ہو رہے ہیں۔ اور معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور دنیا جماعت احمدیہ کی اہمیت کا اعتراف کر رہی ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی ایک تقریر کے بعد جو آپ نے کلکتہ میں کی مسٹر بپن چندر پال مشہور لیڈر نے کہا۔ اگر دنیا میں صلح ہوگی۔ اور امن قائم ہوگا۔ تو احمدیوں کے ذریعہ ہی ہوگا۔ جن کو خدا نے بصیرت عطا کی ہے۔ وہ ان باتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ قادیان رسول کی تخت گاہ ہے۔ اور اس میں مسیح موعود کا خلیفہ رہتا ہے۔ اور اپنے دل میں اس بات کے لئے درد رکھتا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں غالب آ جائے

اب میں حضرت مسیح موعود کے پاک کلمات پڑھکر سناتا ہوں۔ جن میں اس جلسہ کے قیام کے اغراض بیان کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے۔ اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے۔ کہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰۔ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے

آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعائیں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئیے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر رہیگا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزوجل شانہٗ کوشش کی جائیگی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا۔ کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونیکا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں۔ اور الگ رکھتے جائیں۔ تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجائیگا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔ اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں۔ وہ مجھکو ابھی بذریعہ تحریر خاص کے اطلاع دیں۔ تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں گے۔ کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں۔ اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں۔ جن میں سفر کرنا اپنے حد اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے۔ اور ان کے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے آمین ثم آمین“

اس تحریر کے سنانے کے بعد چند ضروری نصائح کی گئیں۔ کہ جو جلسہ کے برکات سے مستفید ہونے کے لئے ضروری تھیں۔ اور تقریر ختم ہوئی ؎

فضائل نبوی علیہ التحیۃ والسلام

تقریر جناب حافظ روشن علی صاحب

خطبہ استقبالیہ کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر نہایت دلپذیر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

مخالفین اسلام اور ہم

حضرات آج کل ہندوستان میں ہندوؤں کی طرف سے یہ سوال ہو رہا ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو اسلام کے دامن سے علیحدہ ہو کر رہیں۔ ورنہ اس ملک کو خالی کر دیں۔ اسی طرح عیسائی حکومتوں کی بھی یہی کوشش ہے۔ کہ مسلمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں سے اتار دیں۔ ورنہ ان کی خیر نہیں۔ اس لئے آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے لئے ہماری جانیں زیادہ عزیز اور پیاری ہیں۔ یا محمد رسول اللہ کی ذات عزیز ہے۔ موازنہ سے جو چیز زیادہ بیش قیمت ثابت ہو۔ اسے ہم ترجیح دیں گے۔ اور جو کم قیمت ہوگی۔ اسے چھوڑ دینگے۔ ہندوؤں کو ہمارا جواب یہ ہے کہ جس دن ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منہ سے نکالا تھا۔ اسی دن ہم اپنے جان و مال سے فارغ ہو بیٹھے تھے اس لئے ہمیں کوئی چیز اس پاک وجود سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ اور میرا تو یہ دعوےٰ ہے۔ اور آج میں اسے ثابت کروں گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی ایسی پاک ہستی ہے۔ کہ اگر مخالف بھی ضد و تعصب کو چھوڑ کر اس پر غور کریں۔ تو ہمارے ہم زبان ہو جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کا شمار ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

میں اس وقت صرف چند ایک باتوں سے ثابت کرونگا۔ کہ آپ کی خوبیوں میں آپ کا کوئی شریک نہیں“

رسول کریم کا نام

دنیا میں جب کوئی پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کا نام تجویز کیا جاتا ہے۔ اور ایسا نام تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے معنے اس کی ذات میں پیدا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ایک نام تھا۔ یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یہ ایسا نام ہے۔ کہ جس کے برابر خوبی کے لحاظ سے کسی کا نام نہیں۔ کسی اور نبی کا یہ نام نہ تھا۔ اس کے معنے ہیں۔ تمام خوبیوں والا۔ اور وہ شخص جس کی تعریف کبھی ختم نہ ہو۔ ایک حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ کیف صرف اللہ عنی سب قریش۔ یسبون مذمما وانا محمد۔ آج کل کے مخالف جو عربی نہیں جانتے۔ وہ اس بات کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر عرب کے مخالفین اسے خوب سمجھتے تھے۔ کہ لفظ ”محمد“ کہکر اسے گالی دینا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ گالی دینے کے لئے مذمم کا نام لیتے تھے۔ گویا آپ کے جانی دشمن بھی آپ کا نام لیکر گالی نہیں دے سکتے تھے۔

حضرت سلیمان کی کتاب میں بھی اسی نام سے آپ کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی یہ نام چار مرتبہ آیا ہے۔ معراج کی حدیث میں مرقوم ہے۔ کہ زمین و آسمان میں آپ کا نام محمدؐ ہے۔ سو پہلی خوبی آپ میں یہ ہے۔ کہ آپ جیسا کسی اور کا نام بھی نہیں۔

رسول کریم کے سوانح

دوسری خوبی آپ کی یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ آپؐ ایسے ملک میں مبعوث ہوئے۔ جو علم سے بالکل بے بہرہ تھا۔ اور باوجودیکہ آپؐ اُمی تھے۔ اور امیوں میں ہی مبعوث ہوئے۔ آپؐ کی زندگی کے جملہ حالات قلمبند ہیں۔ نہ صرف آپؐ کے بلکہ آپؐ کے طفیل آپؐ کے تمام نسب کے حالات محفوظ ہیں۔ پھر آپؐ کے حالات کی روایت کرنے والے چھ لاکھ انسان ہیں۔ جن کی زندگی کے حالات بھی محفوظ ہو چکے ہیں۔ سلسلہ روایت کے موجد بھی مسلمان ہیں۔ حضرت مسیح کی زندگی کا سوائے تین سال کے کسی کو علم نہیں۔ ہندوؤں کے بزرگوں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ پس یہ فضیلت اور خصوصیت کہ تمام حالات زندگی محفوظ ہیں۔ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ جس میں کوئی دوسرا آپؐ کا شریک نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ آپ کا نام محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا۔ اگر آپؐ کے تمام حالات محفوظ نہ ہوتے۔ تو کیونکر آپ کی تعریف ہو سکتی تھی۔

مختصر زندگی میں تمام حالات

تیسرے گو آپؐ کی زندگی بہت کم تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی ۲۵۰ سال اور حضرت عیسیٰؑ کی زندگی ۱۲۰ سال بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء کی عمریں بھی بڑی بڑی ہیں۔ مگر آپؐ کی عمر صرف ۶۳ سال تھی۔ باوجود اس کے دنیا کے اندر جس قدر حالات لوگوں کو پیش آسکتے ہیں۔ اور جن کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مل سکتے ہیں۔ آپؐ کی شخصیت ایسی جامع ہے کہ دنیا کو جو حالات پیش آسکتے ہیں۔ وہ تمام آپکو پیش آئے اور آپ نے سب میں اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ آپؐ پیدا ہوئے تو یتیم تھے۔ مگر وفات کے وقت شہنشاہ تھے [illegible] زندگی کس طرح ہو سکتی ہے

غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں اور مختلف حالات سے آپ کو گذرنا پڑا۔ اور سب میں آپ نے اعلےٰ نمونہ چھوڑا۔ ابتدائے آفرینش سے آجتک نہ کوئی ایسا اور انسان پیدا ہوا ہے کہ سارے حالات اس کو پیش آئے ہوں۔ اور اس نے سب میں نیک نمونہ چھوڑا ہو۔ اور نہ کوئی آئندہ ایسا ہوگا۔ اس لئے یہ خصوصیت بھی صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

اللہ کے کامل مظہر

چوتھے۔ یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کامل مظہر تھے۔ یعنی اللہ کا فیضان آپ کے واسطے سے دنیا پر نازل ہوتا تھا۔ آپ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (۵۳۔۱۰) اس میں بتایا۔ کہ آپ ایک طرف تو خدا تعالےٰ کے اس قدر قریب ہیں۔ کہ اس سے فیضان حاصل کرتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے اس قدر قریب ہیں۔ کہ اسے فیض پہونچاتے ہیں۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ اس مسئلہ کو کہ آپ مظہر الٰہی ہیں۔ اور آپ کے واسطے سے صفاتِ الٰہی کا جلوہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ سورہ جمعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ سبح للّٰہ ما فی السمٰوات وما فی الارض۔۔۔الخ اس میں بتایا۔ کہ محمدؐ رسول اللہ کو ہم نے صرف اس لئے مبعوث کیا ہے۔ اور امیوں میں مبعوث کیا ہے۔ جو بالکل ناقص قوم ہے۔ کہ اگر اس کے واسطہ سے یہ ناقص قوم بانشان اور پاک اور اللہ تعالیٰ کی مقرب بن جائے۔ تو ماننا پڑیگا کہ جس خدا نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ وہ سچا ہے۔

رسول کریم کے لئے دعائیں

پھر تمام مذاہب نے دعا کو مذہب کی جان قرار دیا ہے۔ اور یہ ایک فطرتی امر ہے۔ مگر عجیب بات ہے دنیا میں جس قدر اقوام موجود ہیں۔ ان میں ہادی کیلئے کوئی دعا نہیں۔ یہ خصوصیت صرف نبی اسلام کے لئے ہی ہے۔ کہ کروڑوں اربوں انسان ہر آن آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔

پس اگر دنیا میں دعا کوئی چیز ہے۔ اور یقیناً ہے۔ اور تمام اقوام اس کو تسلیم کرتی ہیں۔ تو آپکا رتبہ ہر آن اور ہر لحظہ ترقی کر رہا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ کیونکہ آپ کے لئے ہر آن دعائیں ہوتی ہیں۔ اور یہ بات کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔

اسلام کی فضیلت

کیا ایسی خوبیوں والے نبی کو ہم چھوڑ دیں۔ دیگر مذاہب کے پیرو جو ہم کو کہتے ہیں۔ کہ اسلام کو چھوڑ دو۔ ان کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو کہے۔ کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ وہ کھو کر اور گنوا کر میرے پاس آؤ۔ تب میں تمہیں کچھ دونگا۔ مگر اسلام کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو کہے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ وہ بھی رکھو۔ ہم زائد بھی اپنے پاس سے دینگے۔ چونکہ ایک مسلمان سابقہ انبیاء اور کتب پر پہلے ہی ایمان رکھتا ہے۔ مگر ان کے علاوہ زائد سچائی کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اسلام میں آنے کے لئے کسی صداقت کو چھوڑنا نہیں پڑتا۔ بلکہ اور سچائی مل جاتی ہے۔ مگر اسلام کو چھوڑ کر پہلی تمام صداقتوں کو خیرباد کہنا پڑتا ہے جماعت احمدیہ میں آنے کے لئے بھی پہلے بزرگوں کو چھوڑنا نہیں پڑتا۔ کیونکہ احمدی جملہ بزرگان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے ایک اور برگزیدہ کو مانتے ہیں۔

یہ جناب حافظ صاحب کی تقریر کا معمولی سا خلاصہ ہے۔

ویدوں کی تعلیم اور موجودہ ہندو مذہب

تقریر جناب شیخ محمد یوسف صاحب

جناب حافظ روشن علی کی تقریر کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے اپنی تقریر "ویدوں کی تعلیم اور موجودہ ہندو مذہب" کے متعلق شروع کی۔ اور بتایا کہ ۱۳ بڑے بڑے عنوان ہیں۔ جن کے متعلق میں اس وقت کچھ بیان کرونگا۔

وید اور پرماتما

پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ویدوں میں پرماتما یعنی خدا کے متعلق کیا تعلیم دی گئی ہے۔ سوامی دیانند صاحب بانی آریہ سماج رگوید آدی بھاش بھومکا۔ اڈیشن اول صفحہ ۱۳۵ پر ویدوں سے ایشور کا یہ حلیہ بیان فرماتے ہیں۔

"دن اور رات یہ ایشور کی دو بغلیں ہیں۔ سورج اور چاند یہ ویدک ایشور کی دو آنکھیں ہیں۔ سورج کی دھوپ اور بجلی کی چمک یہ دونوں ایشور کے ہونٹ ہیں۔ اور زمین اور سورج کے درمیان جو پول ہے۔ وہ ایشور کا مونہہ ہے"

اس حلیہ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ احباب خود اس سے نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

وید اور آتما

سوامی دیانند جی نے وید کے حوالہ سے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ "جیو جم [illegible] پرمیشور [illegible] کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ [illegible]"

اناج پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتے ہیں"

اس کے متعلق سوال یہ ہے۔ کہ جب اناج اور دوسری سبزیاں آگ پر پکائی جاتی ہیں۔ تو اس وقت روح کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اور جب یہ چیزیں دانتوں کے نیچے دبائی جاتی ہیں۔ اس وقت کیا۔ اگر ایک گلاس پانی کے ذریعہ کئی روحیں کسی پیٹ میں چلی جائیں تو ان کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ اور پیٹ کی کیا۔

وید اور دعائیں

اگرچہ آج دعا کی قائل نہیں۔ کیونکہ سوامی دیانند جی نے لکھا ہے۔ کہ اگر خدا دعا قبول کرے تو اس کے انصاف میں فرق آتا ہے۔ لیکن ویدوں میں دو قسم کی دعائیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سمجھ میں آنیوالی (۲) سمجھ میں نہ آنے والی۔ پہلی قسم کی دعائیں مثلاً الوؤں کو حاصل کرو۔ یجروید بھاش ۲۴/۲۳ کوؤں کو حاصل کرو یجروید ۲۴/۲۵۔ سانپوں اور اونٹوں کو پیدا کیجئے یجروید ۳۰/۱۴ ہیں۔ اور سمجھ میں آنے والی دعائیں یہ ہیں۔

"میرا اگر چھا اور ڈوئی اور اس کی شدھی۔ میرے یگیہ کے برتن اور اس کے ہیدار تھ۔ میرے سل بٹہ وغیرہ پتھر۔ میری اوکھلی اور موسل۔ میرے سوم لتا گھوٹنے کا کونڈا ڈنڈا اور ان کا گھوٹنا اور پینا۔ یہ اناج صاف کرنے والا چھاج اور جھاڑو۔ یہ سب چیزیں اپنا اپنا کام دیتی رہیں" یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۲۔

وید اور شادیوں کی قسمیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۷ اڈیشن ۲ میں درج ہے۔ کہ شادیاں آٹھ قسم کی ہوتی ہیں۔

(۱) براہم۔ یعنی دولھا دلھن دونوں کامل برہمچاری رہیں۔ اور تحصیل علم کے بعد باہمی رضامندی سے ان کا بیاہ ہو۔

(۲) دیو۔ یعنی بڑے یگیہ میں عمدہ طور پر یگیہ کرتے ہوئے داما کو زیور پہنی ہوئی لڑکی کا دینا۔

(۳) آرش۔ یعنی دولھا سے کچھ لیکر بیاہ دینا۔

(۴) پرجاپت۔ دونوں کا بیاہ دھرم کی ترقی کے لئے ہونا۔

(۵) آسر۔ دولھا اور دلھن کو کچھ دیکر بیاہ کرنا۔

(۶) گاندھرب۔ یعنی بے قاعدہ اور بے موقعہ کسی وجہ سے دولھا دلھن کا بامرضی باہمی میل ہونا۔

(۷) راکشس۔ یعنی لڑائی کرکے جبراً یعنی چھین جھپٹ کر یا فریب سے لڑکی کو حاصل کرنا جیسے سوانح عمری کرشن جی مہاراج مصنفہ لالہ لاجپت رائے صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے۔ کہ برار کے راجہ بھیشمک کی حسین لڑکی رکمنی کو کرشن جی چوری سے بھگا لے گئے تھے اور مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ بھیشم پتامہ کاشی کے راجہ کی دو لڑکیوں کو اپنے بھائیوں سے شادی کرنے کیلئے بھگا لایا تھا

(۸) پیشاچ۔ یعنی سوئی ہوئی یا شراب وغیرہ پی کر بیہوش ہوگئی ہوئی یا پاگل لڑکی سے بالجبر ہم بستر ہونا۔

ان میں سے کئی قسمیں ایسی ہیں۔ جن پر [illegible]

ویداور ایک سے زیادہ شادیاں

آریہ سماجی ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ویدک دھرم ایک معیاری مذہب ہے۔ کیونکہ اس میں صرف ایک ہی بیوی کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور اسلام میں سراسر ناانصافی ہے۔ کہ چار تک بیویوں کی اجازت ہے۔ مگر آریہ دوستوں کا یہ خیال ویدک تعلیم کے خلاف اور ویدک رشیوں کے طرز عمل کے منافی ہے۔ چنانچہ یجر وید ۱۸ ادھیائے منتر ۲۶ میں درج ہے۔ ایک رشی کہتا ہے۔

"میری تین قسم کی بھیڑوں والی استری اور میری پانچ قسم کی بھیڑوں والی استری" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی دو بیویاں تھیں۔

شری کرشن جی مہاراج کی سناتنیوں کے قول کے مطابق تو ہزاروں مگر آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق آٹھ بیویاں تھیں۔ اور آپ کے والد واسدیو کی سات بیویاں تھیں۔ دیکھیے ایک بہت بڑے رشی گذرے ہیں۔ ان کی سو بیویاں تھیں۔

ویداور شادی بیوگان

آج کل آریہ سماجی بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی پر بہت زور دے رہے ہیں۔ اور کثرت سے شادیاں کرا رہے ہیں۔ لیکن ویدیں اس کے متعلق یہ تعلیم ہے۔

اتھروید کانڈ ۱۸ انوواک ۳ ورگ ا منترا

"اے مرد یہ عورت اپنے خاوند کے مرجانے پر خاوند سے حاصل ہونے والے سکھ کی خواہش کرتی ہوئی تجھے اپنا خاوند قبول کرتی ہے۔ اور نیوگ کے قاعدہ سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ تو اس کو قبول کر اور اس سے اولاد پیدا کر۔"

ویداور مخالفین

آریہ سماجی دوستوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ ویدک دھرم اہنسا پرمو دھرما کا حامی ہے۔ مگر یجروید ۱۵/۱۵ میں لکھا ہے۔ جس شخص کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ یا جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں۔

ویداور بیگانے

ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۵۹ پر سوامی دیانند صاحب منوجی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"جو شخص ویدا ور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکالدینا چاہیئے۔"

پھر ستیارتھ پرکاش ۸ سمولاس صفحہ ۲۹۷ پر منوجی کے حوالہ سے تحریر ہے۔

"ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے رہنے والے لوگ راکھشس اور ملیچھ ہیں"

ویداور اپنے

خیر یہ تعلیم تو ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کو آریہ بیگانے سمجھتے ہیں۔ مگر اب اپنوں کے متعلق سن لیجئے۔ آج آریہ سماج شودروں کو شدھ کر کے اپنے میں ملانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ اور ان کو اپنا جزو قرار دیتی ہے۔ مگر منو ۸/۲۷۰ میں لکھا ہے۔

"اگر کوئی شودر کسی برہمن کشتری یا ویش کو گالی دے تو اس کی زبان کاٹ دینی چاہیئے"

اسی طرح منو ۸/۲۷۱ میں ہے۔

"اگر کوئی شودر کسی برہمن کھشتری یا ویش کو اس کا نام لے کر بلائے۔ تو اس کے حلق میں ایک فٹ لمبی لوہے کی گرم گرم میخ ٹھونک دینی چاہیئے"

ویداور گائے

ویدوں میں گائے کی فضیلت کسی جگہ بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کی بجائے بیلوں کی تعریف جابجا ہے۔ یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۲۶ میں لکھا ہے "میرے کاموں میں پڑے ہوئے مشکلات کو دور کرنے والا سانڈ"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ سانڈ کی قدر زیادہ کی جاتی تھی۔

ویداور تناسخ

ویدوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا عقیدہ غلط ہے۔ تناسخ کے ماننے والے امیر غریب۔ تندرست اور بیمار وغیروں کے امتیاز کو تناسخ کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یجروید ادھیائے ۳ منتر ۱۳ میں ہے۔

"جو انسان ایشور کی دنیا میں آگ اور ہوا کے جوہروں کو جان کر کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ زمین کی سلطنت اور دولت وغیرہ کو پہونچکر آرام حاصل کرتے ہیں"

اس سے معلوم ہوا۔ کہ آرام اور تکلیف پچھلے کرموں کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے موجودہ عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ویداور پردہ

منو ۹/۳ میں لکھا ہے "لڑکپن میں ماں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں"

ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ میں درج ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو دو کوس کے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ملازمہ ہوں۔ اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ سال کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔ عورتیں اور مرد درشن اور پرشن سے الگ رہیں۔ یعنی دیدار اور مس سے علیحدہ رہیں۔

اب آریہ سماجی بتائیں۔ اگر یہ پردہ نہیں۔ تو پھر پردہ اور کس چیز کا نام ہے۔ اور کیا پردہ کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

ویداور ہندو بزرگ

شری کرشن جی گیتا میں ارجن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے ارجن تو تینوں ویدوں کو تیاگ کر میری طرف آ

شری گورو نانک دیو جی مہاراج فرماتے ہیں۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس

ہر نام چیت نہ آوے نہ تیج گھر ہوے راس

اس کے علاوہ موجودہ زمانہ میں بھی آریہ لوگ ویدوں پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے۔ چنانچہ سوامی شردھانند جی نے ستیہ دھرم پرچارک مجریہ ۹ مارچ ۱۹۰۹ء میں لکھا تھا کہ

ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنے والوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔ کہ ویدوں پر بیوقوف یقین کرتے ہیں۔ وودان اور عالموں کے لئے وید کوئی چیز نہیں۔ ویدوں کا ماننا عام لوگوں کے لئے ہے ہم تو آریہ سماج کو کام کرنے والی سوسائٹی سمجھکر اس کے ممبر ہوئے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مُرَوَّجہ برقعہ

برقعہ مروجہ قادیان قریبًا قریبًا تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ پرانا برقعہ تو محض عورت کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیتا ہے۔ بازو اندر بند۔ سانس الگ بند۔ کسی چیز کو اٹھانے کے لئے بازو باہر نہیں نکل سکتے۔ فی زمانہ یا آئندہ ہم نہیں جانتے۔ احمدی بہنوں کو کس کس ملک میں اللہ تعالے کا نام پہنچانے کے لئے پہنچنا پڑے۔ کن کن بڑے شہروں کیسی کیسی گاڑیوں کیسے کیسے جہازوں میں سفر کرنا پڑے۔ کن کن جنگوں میں اور کیا کیا مردوں کی امداد کرنی پڑے۔ پس ان تمام ضروریات کے لئے قادیان کا مروجہ برقعہ نہایت انسب ہے۔ صرف تھوڑی سی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کہ اوپر کے حصہ میں چہرہ کے سامنے قریبًا ایک فٹ لمبی اور چار انچ چوڑی جالی لگا لیویں۔ جو کہ بوقت ضرورت مثلًا اندھیری رات میں پوری طرح راستہ دیکھنے کیلئے اس کپڑے کو ماتھے کے اوپر اٹھا سکیں۔ مروجہ برقعہ اکثر بھائیوں یا بہنوں کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ پاؤں سے لیکر گلے تک کھلا کوٹ کی صورت کا ہوتا ہے۔ اور اوپر کا حصہ سر سے لیکر کہنیوں تک الگ ہوتا ہے۔

غض بصر کا یہ مطلب تو ہے نہیں۔ کہ عورتیں اپنی آنکھیں ہی نہ کھولیں۔ اگر یہ منشا ہوتا تو عورتیں جنگوں میں کیا کام کرسکتی ہیں۔ چادر محض دیہات کیلئے ہے۔ چادر پہنکر بڑے بڑے شہروں میں پھرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔

ہاں برقعہ فیتوں اور لیسوں سے مزین نہ ہونا چاہیئے۔

(ایوب احمد سٹیشن ماسٹر ٹانگا ایسٹ افریقہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

اعوذ اور بسم اللہ کے پڑھنے میں نکتہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت تھی۔ کہ خطبہ پڑھنے سے پہلے آپ

استعاذہ باللہ

کیا کرتے تھے۔ یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت فرماتے۔ ایک مسلم کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریق اپنے اندر حکمت رکھنے سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور جب ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو اس میں

اسلامی زندگی

کا نمونہ اور فلسفہ پاتے ہیں۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے۔ تو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا بتایا ہوا طریق نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا ارشاد فرمودہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ جب قرآن پڑھنے لگے۔ تو اعوذ پڑھ لیا کرو۔ اور قرآن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ اس طرح یہ قانون قرآن کریم سے ہی نکل آیا۔ کہ پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا چاہیئے۔ اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب کوئی مسلمان چھوٹی سے چھوٹی سورہ بھی پڑھے گا۔ تو اس حکم کے ماتحت پہلے اعوذ پڑھے گا۔ اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پس قرآن کریم سے یہ قانون معلوم ہو گیا۔ کہ وہ تمام کام جو

انسان کی زندگی پر اثر

ڈالتے ہیں۔ ان کے کرنے سے پہلے اعوذ اور پھر بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔ الفاظ کے لحاظ سے اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسان شیطان سے پناہ مانگے۔ اور اللہ تعالےٰ سے مدد چاہے۔ لیکن مومن صرف الفاظ پر ہی نہیں رہا کرتا۔ بلکہ ہر بات کے فلسفہ کو دیکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت پر نگاہ رکھتا ہے۔ اگر ہم اس طریق کی ترتیب اور اس کے فلسفہ کو دیکھیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایک ایسی بات بتائی گئی ہے۔ جو دنیا کا عام فلسفہ ہے۔ اور اس طرح

کامیابی کا گر

سکھایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم میں آزادی چاہی گئی ہے۔ اور حریت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کسی کی پناہ ڈھونڈنے کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ فلاں نے گرفت کی ہوئی ہے۔ اس سے چھٹنا چاہتا ہوں۔ پس اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم میں یہ گر بتایا گیا ہے کہ کسی کام کے کرنے کے وقت اس کام کے دائرہ میں

حریت اور آزادی

حاصل کرنا ضروری چیز ہے۔ دیکھو ایک زمیندار کھیت بونے کا کام کرنے سے پہلے کھیت کے لحاظ سے ضروری حریت اور آزادی چاہتا ہے۔ کبھی کسی زمیندار کو نہ دیکھو گے۔ کہ وہ کھیت میں سے پہلے فصل کی جڑ ہیں۔ روڑے اور ڈھیلے صاف کئے بغیر اس میں بیج بو دے۔ وہ پہلے ان روکوں کو دور کرے گا۔ جو کھیتی کے اُگنے کے رستہ میں حائل ہیں۔ اگر اس میں گذشتہ فصل کی جڑھیں اور تنے ہونگے۔ تو ان کو نکالیگا۔ پتھر اور اینٹیں کھیت میں دبی ہونگی۔ تو ان کو دور کریگا۔ گھاس اگی ہوگی۔ تو اُسے اکھیڑیگا۔ غرض پہلے وہ

کھیت کے متعلق حریت

اور آزادی چاہیگا۔ اور پھر بیج ڈالیگا۔

اسی طرح جب ایک طالب علم خوشخطی کی مشق کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلے تختی کو دھوتا اور صاف کرتا ہے۔ وہ

پہلے نشانوں کو مٹاتا ہے

اور پھر اس پر لکھتا ہے۔ اسی طرح ایک بیمار آدمی کو جو بہت کمزور ہو گیا ہو۔ جب ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ تو وہ دیکھتے ہی اسے طاقت کی دوائیاں نہیں دے گا۔ بلکہ وہ یہ معلوم کرے گا۔ کہ کمزوری کی وجہ کیا ہے۔ وہ اس کا سینہ دیکھیگا۔ جگر دیکھے گا۔ اور معلوم کریگا۔ کہ بیماری پیدا کرنے والی کیا چیز ہے۔ اور جب اُسے پتہ لگ جائیگا۔ تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔ پھر جب وہ دور ہو جائے گی۔ تو کمزوری کو دور کرنے کی دوائیاں دیگا۔

بسا اوقات

ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک انسان چارپائی پر پڑا ہوتا ہے۔ اٹھ کر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ بلکہ چارپائی پر اُٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ اگر بیٹھتا ہے۔ تو دوسروں کے سہارے بیٹھتا ہے۔ مگر اس کے متعلق ڈاکٹر یہ تجویز کرتا ہے۔ کہ اُسے جلاب دینا چاہیئے۔ اُس وقت ایک ناواقف تو کہے گا۔ جب اُسے پہلے ہی اس قدر ضعف ہے۔ تو پھر جلاب کیسا۔ یا اگر ڈاکٹر کہے۔ کہ اس کا خون نکالنا چاہیئے۔ تو کوئی نادان کہے گا۔ جب یہ پہلے ہی مر رہا ہے۔ تو خون نکالنے کا کیا مطلب۔ مگر ڈاکٹر جانتا ہے۔ کہ پہلے جب تک وہ بیماری دور نہ ہوگی۔ جس کی وجہ سے اس قدر کمزوری لاحق ہو گئی ہے۔ اس وقت تک کمزوری دور کرنے کی کوئی دوا مفید نہ ثابت ہوگی۔ جب وہ روک دور ہو جائے گی۔ تب

طاقت کی دوا

دی جائے گی +

پس تمام کاموں کو کرنے کے وقت جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اس کام کے لحاظ سے حریت اور آزادی ہوتی ہے۔ ان روکوں کو جو اس کام کے رستہ میں حائل ہوں۔ ان کا دور کرنا ضروری ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے جو قومیں

دنیوی ترقی

حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ وہ جب تک دوسری قوموں کے ماتحت رہتی ہیں۔ کامل ترقی حاصل نہیں کر سکتیں۔ جتنی جتنی انہیں حریت ملتی ہے۔ اتنا اتنا آگے قدم بڑھاتی ہیں۔ اور کسی قوم کو اپنی سیاست کو مضبوط کرنے کی جو ضرورت ہے۔ یہ اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کامل طور پر

سیاسی آزادی

حاصل نہ ہو۔ پہلی گورنمنٹ کو نکالنا پڑیگا۔ پھر اپنا قانون جاری کیا جا سکے گا۔ اسی طرح اگر تمدنی ترقی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو پہلے ان رسوم اور رواج کو توڑنا ہوگا۔ جنہوں نے تمدنی ترقی میں روکاوٹ پیدا کر رکھی ہے۔

غرض ہر کام کے لئے پہلے روکوں کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور پھر ترقی کے سامان سے کام لینے پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم میں یہ گر بتایا گیا ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے دیکھو اس میں کونسی روکیں حائل ہیں ہر کام کے متعلق علیحدہ علیحدہ روکیں ہوتی ہیں۔ سیاست کی روکیں علیحدہ ہیں۔ تمدن کی علیحدہ۔ مذہب کی علیحدہ اور جب تک ان روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ جو کسی کام کے رستہ میں حائل ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوئی قوم

حکومت والی ترقی

اس وقت تک نہیں کر سکتی۔ جب تک غیر حکومت کی ماتحتی سے آزاد نہ ہو جائے۔ مگر تجارت میں ترقی کر سکتی ہے۔ تجارت کے

رستہ میں اور روکیں ہیں۔ اگر ان کو دور کیا جائے۔ تو ترقی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں ترقی کرنے کے راستہ میں جو روکیں ہیں۔ ان کو دور کر لیا جائے۔ تو باوجود تمدنی سیاسی اور اقتصادی روکوں کے مذہبی لحاظ سے ترقی ہو سکتی ہے۔ غرض جب تک کسی کام میں پیش آنے والی روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ اس وقت تک اس میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ پس مومن کو اپنی

روحانی اصلاح اور ترقی

کے متعلق پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کے رستہ میں کیا کیا روکیں ہیں۔ ہمیں چونکہ روحانیات کا زیادہ خیال ہے سیاسیات کا اتنا نہیں۔ گو اگر کوئی موقعہ ہو۔ اور ضرورت ہو۔ تو ہم اس بارے میں بھی مشورہ دے دیتے ہیں۔ اس لئے روحانیات کے متعلق بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ روحانی ترقی کے رستہ میں کیا روکیں حائل ہیں۔ بیسیوں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی فطرت پاک ہوتی ہے۔ وہ روحانی اصلاح کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کی طرف ترقی کرنے کے گُر پاسکیں تو ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر

جہالت میں گھرے

ہونے کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ

شریعت کا علم

حاصل کریں۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی فطرت اچھی ہوتی ہے۔ علم بھی رکھتے ہیں۔ ترقی کے لئے جو باتیں ضروری ہوتی ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں۔ مگر بعض گندی عادات ان کو پڑی ہوتی ہیں۔ ان سے نہیں بچ سکتے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ان

عادات کی اصلاح

کریں۔ پھر بعض ایسے لوگ ہونگے۔ جنہیں خالق کی نسبت مخلوق کے خوف کی کڑی نے باندھ رکھا ہوگا وہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے روحانیت میں قدم نہ اٹھا سکتے ہونگے۔ ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان کے رستہ میں کیا روک ہے۔ اگر

لوگوں کا ڈر اور خوف

روک ہو تو اُسے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ پھر بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن سے کوئی گستاخی اور بے ادبی دین کے معاملہ میں ہوئی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان پر

شیطان کا تسلط

ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان کو توبہ استغفار کثرت سے کرنا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ غلطی اور گستاخی معاف کر دے۔

پھر بعض لوگوں کے اندر یہ کمزوری ہوتی ہے۔ کہ انہیں کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ خاص ریاضت اور محنت نہیں کر سکتے اور اس طرح روحانی ترقیات سے محروم رہتے ہیں۔

کئی بیماریاں

ایسی ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان سوچ نہیں سکتا۔ فکر نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص اگر قرآن کریم کی تلاوت کریگا۔ تو اُسے کیا لذت آسکتی ہے۔ یا عبادت میں اُسے کیا لطف آسکتا ہے اُسے چاہیئے۔ کہ ڈاکٹر سے علاج کرائے۔ اور دماغی حالت کے درست کرانے کی کوشش کرے۔ تاکہ وہ غور و فکر سے کام لے سکے اسی طرح مختلف قسم کی روکیں ہوتی ہیں۔ اور بیسیوں قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں اسلئے جب تک انسان اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم کی حکمت پر نظر ڈال کر ان کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس وقت تک اس کا قدم اٹھانا کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتا۔ ایسی حالت میں اس کا کوشش کرنا اسی طرح اندھا دھند ہوتا ہے۔ جس طرح دو موٹریں اندھا دھند دوڑ پڑیں۔ اگر ان کو درست طور پر نہ چلایا جائیگا۔ تو وہ ٹکرائیں گی۔ پس

روحانی ترقی

کے لئے سب سے پہلے ان روکوں کو دور کرنا چاہیئے۔ جو رستہ میں حائل ہوں۔ اس کے بعد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا کام شروع ہوگا۔ یعنی اس طرح انسان روکیں دور ہو جانے کے بعد بیج ڈالتا ہے۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم کے بعد دوسری چیز بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم رکھی گئی جس سے یہ بتایا کہ یہ ترقی کا بیج ہے جب انسان روکوں کو دور کرنیکے بعد بیج ڈالیگا۔ تب

رحمانیت اور رحیمیت کے آثار

ظاہر ہونگے۔ پس ہر کام کرنے سے پہلے اعوذ ہونی چاہیئے۔ جو سزا یختی توڑنے اور صاف کرنے کے معنی رکھتا ہے۔ شیر سے بچانے کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ شیر کو مار دیا جائے۔ گھاس سے زمین کو بچانے کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ گھاس اکھیڑ کر باہر پھینک دی جائے۔ پس اعوذ احراق قطع اور جلانے پر دلالت کرتا ہے۔ کاٹنے جانے ٹکڑے کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے بعد

دوسری پیدائش

ہو سکتی ہے۔

انسان کی روحانی پیدائش کیلئے بھی ضروری ہے۔ کہ پہلے قطع۔ احراق۔ سوز۔ جلا دینا۔ صیقل کرنا ہو۔ پھر نیکی کا بیج بڑھے اور ترقی کرے اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسی کوئی بیماری ہو۔ ویسا ہی

علاج

کیا جائے۔ اور روکوں کو قطع کیا جائے۔ اگر رسوم کی روک حائل ہو تو اس کو دور کیا جائے۔ اگر عادت کی روک ہو۔ تو اُسے ہٹایا جائے۔ اگر لوگوں کے ڈر اور خوف کی روک ہو۔ تو اُسے صاف کیا جائے۔ اگر اپنی غلطی اور کوتاہی کی روک ہو۔ تو استغفار پڑھا جائے۔ تب جا کر فائدہ ہوگا۔ ورنہ اگر روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ اور یوں کوئی عبادت کرے۔ تو ممکن ہے اُسے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے۔ مگر یہ استثنا کی صورت ہوگی۔ طبعی فائدہ نہ ہوگا۔ پس جس قسم کی کوئی مرض ہو۔ پہلے اُسے دور کرنا چاہیئے پھر فائدہ کی امید رکھنی چاہیئے۔ دیکھو جسمانی بیماریوں میں اگر بخار ہو۔ تو اور دوائی دیجاتی ہے۔ کھانسی ہو۔ تو اور۔ غرض ہر بیماری کی علیحدہ علیحدہ دوا ہوتی ہے۔ مگر روحانی معاملات میں لوگ

ایک ہی علاج

کرتے چلے جاتے ہیں جسمانی سلسلے روحانی سلسلوں کے مماثل ہوتے ہیں جسطرح تمام جسمانی بیماریاں ایک ہی دوا سے دور نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کا ایک ہی علاج فائدہ نہیں دے سکتا۔ یہ نادانی ہے۔ کہ ہر بیماری کا علاج ایک ہی کیا جائے۔ ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے نفس پر غور کرے اور پھر جو بیماری ہو۔ اس کا وہ علاج کرے۔ جس سے وہ دور ہو سکتی ہے جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کا بھی علاج علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ ہاں

ایک فرق

ہے۔ اور وہ یہ کہ جسمانی بیماری دوسرے کو بتائی جاتی اور اس سے علاج کرایا جاتا ہے۔ مگر روحانی بیماری دوسرے کو بتانی ضروری نہیں۔ بلکہ بعض حالتوں میں تو اس کا بتانا منع ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کئی لوگ آتے اور آکر اپنی کمزوریاں بیان کرنے لگتے۔ تو آپ منع فرما دیتے۔ یہی طریق ہمارا ہے اگر کوئی بیان کرے۔ تو اُسے روک دیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر علاج بتایا جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی خاص علاقہ پیدا کرلے۔ اور اپنی اصلاح کے لئے کمزوری بتا کر اُس کے دور کرنے کا طریق پوچھنا چاہے تو یہ اور بات ہے۔

غرض پہلے اعوذ پڑھنی چاہیئے۔ اور پھر بسم اللہ۔ کیونکہ جب بیماری دور ہو جائیگی۔ تب ترقی ہوگی۔ پہلے کھیت کو صاف کیا جائیگا۔ تب جو بیج ڈالا جائیگا۔ وہ پیدا ہوگا۔ جس دل میں بدی کا درخت اگا ہوگا اس میں روحانیت ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اگر روحانیت کا بیج اگیگا تو جلد مرجھا جائیگا۔ دیکھو اعوذ اور بسم اللہ کی ترتیب میں کتنا

اعلےٰ فلسفہ

ہے۔ کہ پہلے صفائی کی جائے۔ تب ترقی ہوگی۔ اگر مسلمان اس بات کو سمجھ لیں تو سینکڑوں جنہیں روحانی ترقی سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

لارڈ برکن ہیڈ کی تقریر

شاہی کمیشن کے متعلق لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند نے ہاؤس آف لارڈز میں ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے جو تقریر کی اس سے اور ریزولیوشن مذکور کے پاس ہو جانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کمیشن کی ساخت کے متعلق جو فیصلہ کر چکی ہے۔ اسمیں کوئی تبدیلی ہونے کا امکان نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں اس حقیقت کے بے نقاب ہو جانے کے بعد ان لوگوں کو اپنی روش میں تبدیلی کرنی چاہیئے۔ جو کمیشن کا بائیکاٹ کرنے پر خواہ مخواہ زور دئے جاتے ہیں۔

کمیشن کے بائیکاٹ کے جواز میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ کمیشن میں کوئی ہندوستانی ممبر نہیں ہے۔ کیا ہم ان اصحاب سے یہ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ آجکل جب کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف عدم اعتماد پھیلا ہوا ہے۔ اور ہندو مسلمان سکھ وغیرہ ہر معاملہ میں جداگانہ نیابت پر زور دے رہے ہیں۔ دو یا تین ہندوستانیوں کو کمیشن میں لے لئے جانے سے کیا فائدہ ہوتا۔ علاوہ بریں اس سلسلہ میں یہ امر بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ جس میں مختلف نسلوں اور مذہبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ ان لوگوں کے جذبات واحساسات میں قدرتی طور پر زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ ہرگز توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ صوبہ جات متحدہ آگرہ واودھ کا کوئی باشندہ مدراس یا بہار اور مدراس یا بہار کا کوئی باشندہ صوبہ جات متحدہ آگرہ واودھ کے باشندوں کا حق ترجمانی قرار واقعی طور پر ادا کر سکے ؂

وزیر ہند نے اپنی تقریر میں ہندوستانیوں کے کمیشن میں نہ لئے جانے کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا مطلب سادہ الفاظ میں یہ ہے۔ کہ اگر کمیشن میں ہندوستانیوں کے لئے جانے کا انتظام کیا جاتا۔ تو براہمنوں غیر براہمنوں مسلمانوں سکھوں پارسیوں عیسائیوں وغیرہ کے لئے بھی جگہ نکالنی پڑتی۔ اور اس صورت میں کمیشن کے ممبروں کی تعداد ۱۸ سے لیکر ۲۰ تک پہونچ جاتی۔ اور ان میں اختلاف رائے اس حد تک ہو جاتا۔ کہ وہ الگ الگ اور متضاد رپورٹیں پیش کرتے۔ جن سے پارلیمنٹ کی کوئی رہنمائی نہ ہوتی۔

ہم نہیں سمجھتے کہ وزیر ہند کے اس بیان کی تردید کی جا سکتی ہے۔ کمیشن کے تقرر کے بارہ میں جو سرکاری اعلان اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس سے اور جناب وزیر ہند کی محولہ بالا تقریر سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اصلاحات ہند کی تحقیقات کے لئے موجودہ انتظام سے بہتر اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ مجالس قانون ساز ہند کی کمیٹی کے متعلق سرکاری اعلان میں جو کچھ درج ہے۔ اس کی تائید وزیر ہند کی تقریر سے بھی ہوتی ہے۔ کمیشن کی طرف سے مذکورہ بالا کمیٹی کو دعوت دیجائیگی۔ کہ وہ اصلاحات کے متعلق اپنی تجاویز تحریری شکل میں کمیشن کے روبرو رکھے۔ بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہندوستان کے جملہ فرقوں طبقوں اور جماعتوں کے جذبات واحساسات کی ترجمانی ہو جائے گی۔ کیونکہ کمیٹی انہیں لوگوں پر مشتمل ہوگی۔ جنہیں مختلف صوبوں کی آبادی نے اپنا نمائندہ بنا کر کونسلوں میں بھیجا ہے۔ سرکاری اعلان میں یہ بھی درج ہے کہ جب کمیشن کی رپورٹ تیار ہو جائے گی۔ اور حکومت ہند اور حکومت برطانیہ اس پر غور کر چکیں گی۔ تو حکومت برطانیہ پارلیمنٹ سے درخواست کرے گی۔ کہ وہ کمیشن کی رپورٹ کو قطعی طور پر منظور کرنے سے پہلے ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کی رائے طلب کرے۔ اور اس کو زیر غور لائے۔ گویا اس طور پر کمیشن کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی اہل ہندوستانیوں کو آگے بڑھانے کا موقعہ ملے گا۔ اور وہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے روبرو بھی اپنا نقطۂ خیال پورے زور کے ساتھ رکھ سکیں گے ؂

(انصاف پسند)

سوامی دیانند اور وید

سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس طرح ماں باپ اپنی اولاد پر مہربانی کی نظر کر کے ان کی بہتری چاہتے ہیں۔ اسی طرح پرماتما نے سب آدمیوں پر مہربانی کر کے ویدوں کو ظاہر کیا۔ جس سے انسان اودیا کی تاریکی اور توہمات کے پھندے سے چھوٹکر ودیا وگیان (ودیا سے حاصل شدہ علم) کے آفتاب کو پا کر اعلیٰ درجہ کی راحت میں رہیں۔ اور ودیا اور سکھوں کو بڑھاتے جاویں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵)

مندرجہ بالا عبارت سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہ کہ وید مقدس پرمیشور کی محض مہربانی سے نازل ہوئے۔ جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے لئے بہتری کے سامان مہیا کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی پرمیشور نے مہربانی فرما کر لوگوں کی بہتری کے لئے وید نازل فرمائے ؂

اب سوامی صاحب کا بھاشیہ دیکھئے۔ ایک شخص کے اس سوال پر کہ "جب تم ایشور کو منصف مانتے ہو۔ تو وید کا الہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہوا"

سوامی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا۔ بلکہ اس سے عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جو جیسا کرے۔ اسکو ویسا ہی پھل دیا جائے۔ اس لئے یہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کے پہلے پنوں کی وجہ سے ان کے دل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱)

دیکھئے سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں کیا فرما آئے ہیں اور یہاں کیا فرماتے ہیں۔ آپ کی کونسی بات قبول کرنے کے لائق ہے۔

اگر ویدوں کا نزول ایشور مہاراج کی محض مہربانی سے ہوا تو اس میں کسی کے پچھلے کرموں کا کیا دخل۔ اور اگر ویدوں کا نزول پچھلے کرموں کے نتیجہ میں ہوا۔ جیسا کہ سوامی دیانند نے سائل کو جواب دیا۔ تو اس میں ایشور مہاراج کی کیا مہربانی۔ اگر اس میں کچھ مہربانی ہے۔ تو وہ رشیوں کی مانی جا سکتی ہے۔ جن کے پچھلے کرموں کی وجہ سے ویدوں کا نزول ہوا۔ جس سے بقول سوامی دیانند لوگ اودیا کی تاریکی اور توہمات کے پھندے سے چھوٹ گئے۔

سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں پرماتما کی مہربانی کو ماں باپ کی مہربانی سے تشبیہ دی ہے۔ مگر ویدوں کے پچھلے کرموں کے نتیجہ میں نازل ہونے کی صورت میں یہ تشبیہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ماں باپ اپنی اولاد پر جو مہربانی کرتے ہیں۔ یا ان کے لئے بہتری کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ وہ محض محبت سے نہ اس خیال سے کہ ان کے پچھلے جنم کے کرم اس سلوک کے متقاضی ہیں۔ پس ایشور مہاراج کو ماں باپ کی مہربانی سے کیا نسبت۔ وہ تو پچھلے کرموں کے نتیجہ میں کچھ دینے کے سوا کچھ مہربانی نہیں کر سکتا ؂

القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے
کیا ہے وہ دیا لو جس کی عطا یہی ہے

خاکسار
قمرالدین مولوی فاضل (قادیان)

دنیا میں دوبارہ آنا

"کیا میں دوبارہ زندہ ہونگا" - اس عنوان سے ایک مضمون ملک غلام فرید صاحب ایم - اے احمدی مشنری لندن کا اخبار سپیکٹیٹر لندن مجریہ ۲۴ ستمبر میں شائع ہوا ہے - ناظرین الفضل کے لئے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے -

جناب ایڈیٹر صاحب سپیکٹیٹر

آپکے اخبار مجریہ ۱۷ ستمبر میں مذکورۃ الصدر عنوان سے ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے - جسے دیکھکر مجھے بھی تحریک ہوئی ہے - کہ اس وسیع مسئلہ کے متعلق چند الفاظ بیان کروں - بہت پرانے زمانہ سے دوبارہ پیدائش کا خیال مختلف اقوام میں مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے - ہندو مذہب تناسخ یا آواگون کا قائل ہے - یہودیت - عیسائیت - اور اسلام جو کہ بنیادی اصول کے لحاظ سے بالکل ہمشکل واقع ہوئے ہیں انسان کی دوبارہ زندگی کے متعلق ایک بالکل جداگانہ خیال پیش کرتے ہیں - تقریباً تمام مذاہب حیات بعد الممات کے عقیدہ کو صحیح تسلیم کرتے ہیں - مگر اس کی نوعیت میں اختلاف ہے - اسلام کی رو سے موت ایک ہستی سے دوسری ہستی میں منتقل ہونے کا نام ہے -

جسم انسانی چونکہ اسقدر کثیف ہوتا ہے - کہ وہ عالم روحانیت کی لطیف صورتیں حاصل نہیں کر سکتا - اس لئے روح کے ان خدا داد اوصاف کی بالیدگی کے لئے یہ انتقال لابدی ہے -

انسان کی روح اس جسم خاکی سے علیحدہ ہوتے ہی ارتقاء کی ایک لا انتہا شاہراہ پر گامزن ہونا شروع کر دیتی ہے - اور وہاں سے اس جہان میں کسی حیوانی یا انسانی ہیئت میں عود نہیں ہو سکتا -

اسلام اور اغلباً عیسائیت اور یہودیت نے بھی حیات بعد الممات کو جس احسن پیرایہ میں بیان کیا ہے - اسکی تشریح حضرت یسوع مسیح نے نیا عہد نامہ میں بہت عمدہ طور پر کی ہے - جب انہوں نے یہودیوں کے سامنے مسیحائی کا دعویٰ کیا تو انہوں نے جائز طور پر ان سے استفسار کیا - کہ ایلیا کہاں ہے جسکی آمد ان سے قبل ضروری تھی - اس کے جواب میں حضرت یسوع مسیح نے ان کو بتایا - کہ یوحنا ہی اصل میں ایلیا تھا - اور اس طرح بتایا - کہ کسی شخص کے دوبارہ دنیا میں آنے کے معنے اس کی طاقت اور سپرٹ لیکر آنا ہی اس کا دوبارہ آنا ہے - اور یہی مفہوم حضرت مسیح کی اپنی آمد ثانی کا ہے ؀

منشی امام الدین صاحب مرحوم

منشی صاحب موصوف کریام ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے - ۱۹۰۴ء یا ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی - احمدیت کے قبول کرنے پر والد اور اہل گاؤں کی طرف سے انہیں سخت تکالیف دی گئیں - اور ہر طرح سے تنگ کیا گیا - مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بالکل ثابت قدم رہے - منشی صاحب ایک مخلص آدمی تھے - سادگی سے مومنانہ زندگی بسر کرتے تھے - تبلیغ کا شوق تھا جب کبھی تبلیغ کے لئے آپ کو بلایا جاتا - فوراً موجود ہو جاتے - حالانکہ آپ کا ڈاکخانہ اور نمبرداری کا کام تھا - آپ ہمیشہ بالالتزام جمعہ کریام میں پڑھتے - گرمی کے دنوں، رمضان اور برسات کے موقعہ پر بھی ضرور پہونچتے - جب نہ آتے تو ہم سمجھتے کہ بیمار ہو گئے ہونگے - آپنے وصیت کی ہوئی تھی - آمد کا دسواں حصہ ادا کرتے تھے - اور بھی جو چندہ آپکو سنایا جاتا - شرح صدر سے ادا کرتے - قادیان شریف کی مستقل رہائش کا ارادہ رکھتے تھے - اپنے بڑے بیٹے مولوی اللہ دتا صاحب کو خدمت دین کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور وقف کر دیا تھا - استسقاء کی مرض سے بیمار ہوئے - علاج کیلئے قادیان گئے - مگر جانبر نہ ہو سکے - ۱۷ ردسمبر ۱۹۲۷ء کو فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکسار :- حاجی غلام احمد از کریام ضلع جالندھر

وصیتیں!

۲۷۱۱ میں میاں محمد یوسف ولد میاں عنایت اللہ صاحب راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن گجرات آج بتاریخ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - میری ماہوار آمد مالغ ۱۸۰ روپیہ ہے - میں ہر ماہ اپنی آمدنی کا ۱/۹ حصہ بمد وصیت (حصہ آمد) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میری سابقہ وصیت جو میں نے ۱/۱۰ حصہ کی کی تھی - اور جس کا نمبر ۱۲۸۱ ، ۱۷ رمئی ۱۹۱۷ء ہے وہ اس وصیت کی موجودگی میں کالعدم تصور ہوگی - فقط میاں محمد یوسف موصی حال تحصیلدار دفتر جائنٹ سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ صیغہ جات متعلقہ

گواہ شد :- عطاء الرحمٰن ایچ - ڈی - سی - دفتر جائنٹ سیکرٹری

گواہ شد :- عبد الستار ایل - ایل - بی کلاس لا کالج لاہور

۲۷۳۰ میں محمد شفیع ولد میاں غلام محی الدین قوم حنفی عمر پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۲ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - ماہوار آمد مالغ ۱۶۰ روپیہ ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بمد وصیت (حصہ آمد) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط المرقوم ۲۵/۱۲ العبد موصی احقر محمد شفیع احمدی حال ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول علی پور ضلع مظفر گڑھ

گواہ شد :- عزیز محمد احمدی وکیل علی پور بقلم خود

گواہ شد :- عاشق محمد انگلش ماسٹر ہائی سکول علی پور

۲۷۴۷ میں عبد الغفار ولد مولوی محمد زماں صاحب قوم تنولی ساکن داتہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائداد جس کی کل قیمت گیارہ سو روپیہ ہے - بہ تفصیل ذیل ہے - ایک مکان خام واقعہ داتہ قیمتی ۱۰۰ روپیہ ہے - زمین رہن واقعہ داتہ قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے - ماہوار آمد ۹ ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور میری وفات کے بعد ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا - ۱۰ ر نومبر ۱۹۲۶ء عبد الغفار ولد کیا دنڈر بقلم خود -

گواہ شد :- محمد الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن شب قدر

گواہ شد :- میرزا خاں بقلم خود -

۲۶۵۷ میں قاضی خلیل الرحمٰن خادم ولد قاضی اشرف علی خادم قوم شیخ عمر ۲۷ سال ساکن خرم پور ضلع پٹنہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۷ رجولائی ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - ماہوار آمد مالغ ۹ روپیہ ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط

العبد :- موصی قاضی خلیل الرحمٰن خادم

گواہ شد :- عابدہ بیگم زوجہ

گواہ شد :- شمس الدین احمدی آف چکواں حال رنگپور بنگال

(اشتہارات)

سندھ انجنیئرنگ کالج سکھر (سندھ)

میں قلیل عرصہ میں اوورسیئر اور سب اوورسیئر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل سے پراسپکٹس طلب فرمائیے۔

تحائف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں اور مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قناویز۔ کلاہ پشاوری و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرماویں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجاویگی۔ یا اس کے بدلے حسب منشا خریدار کو دوسری چیز دیجائے گی +

المشتہر

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور

ایک احمدی ٹیچر کی ضرورت ہے

۱۔ ایک گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ ٹیچر کی جسکو انالیقی وغیرہ بچگان بھی کرنی ہوگی مضامین انگریزی حساب جنرل تاریخ و سائنس میں عمدہ مہارت ہو۔ اخلاق عمدہ ہوں۔ ٹرینڈ اور متاہل کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ ایک عالم دین کی جنے سلسلہ نظامی میں پوری تعلیم انتہائی پائی ہو۔ اور قرآن و حدیث میں عمدہ علم ہو۔ اگر مولوی فاضل اور ٹرینڈ و متاہل ہو تو ان کو ترجیح دیجائے گی۔

دونوں آسامیوں کی تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا ہر دو آسامیوں کے خواستگاروں کو اپنے سرٹیفکیٹ مع درخواست بذریعہ

منیجر اخبار الفضل بھیجنی چاہیے۔

بار بار تجربہ کے بعد لوگ کیا تحریر فرماتے ہیں

"آپ کی "عرق طحال" دو دفعہ منگائی۔ خدا کے فضل سے بڑا فائدہ مند ثابت ہوئی۔ براہ عنایت دو شیشی اور روانہ کر دیں"

(ڈاکٹر حسین غوث محمد صاحب) از شوہرزہ

"آپ کی "دوائی تلی" ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جبر ہوتا رہا ہوں۔ منگاتا رہا ہوں۔ دو عدد شیشی اور روانہ کر دیں"

(مستری محمد دین صاحب) از لاڑکانہ

"جو دو شیشیاں "عرق طحال" کی منگائی تھیں۔ مجھ کو بہت فائدہ کیا۔ دو شیشیاں اور روانہ کریں"

(سید ابن حسن صاحب) از بجنور

"میں نے دوائی "عرق تاپ تلی" کئی اشخاص پر آزمائی۔ خدا کے فضل سے سب کو صحت ہو گئی۔ واقعی آپکی دوائی اکسیر ہے"

(جناب شیخ محمد حسین صاحب) سب جج چونیاں

غیر تصدیق شدہ دوائیوں کے بجائے آزمائی ہوئی مجرب دوائی سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی شیشی (عہ)، تین شیشی (۱۲)، محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:- حافظ غلام رسول میڈیکل ہال نمبر ۱ وزیر آباد

کان کی تمام بیماریوں

بہرا پن۔ کم سننے۔ کان بجنے یا بڑوں کے بہنے۔ بھاری پن۔ درد و ورم۔ زخم خشکی کھجلی۔ آوازیں ہونے وغیرہ پر مفید دنیا بھر میں مشہور طبیہ اکسیر دوا طبیب اینڈ سنز بلی بھیت کا روغن کرامات ہے جس پر ہزار ہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں بصرہ۔ بغداد۔ ساؤتھ افریقہ وغیرہ تک جسکی خاص شہرت ہے۔ فی شیشی عہ ایک روپیہ چار۔ ملک ہند میں تین شیشی طلب کرنے پر محصولڈاک معاف۔ دھوکہ بازوں سے ہوشیار۔ اپنا پورا پتہ صاف لکھیے۔ ہمارا پتہ:- بہرا پن کی دوا طبیب اینڈ سنز بلی بھیت یوپی

یونانی لال شربت

تپ دق و تپ سل اور ان نمونیہ کا جو مزمن ہو کر تپ دق کی صورت اختیار کر چکے ہوں۔ صحت بخش علاج ہے۔ مریض کی مایوسی کو بفضل تعالیٰ امید سے بدل دیتا ہے۔ حالت ذبول رک کر جسم میں حیرت انگیز نشوونما پیدا کرتا ہے چند مفردات کی بندش کے سوا ہر ایک مرغوب غذا کھا کر شفا حاصل ہوتی ہے۔ بھوک بڑھتی تپ زائل ہو کر سلی نفث الدم و ضیق النفس و سرفہ شدید کو افاقہ ہوتا ہے۔ مجرب آزمودہ ہے ضرورت مند بھی ایک شیشی منگا کر آزمائش فرما سکتے ہیں۔ فی شیشی آٹھ اونس دو روپیہ (عہ)۔

محصولڈاک بذمہ خریدار۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا پتہ

منیجر دار الحکمت فیض عالم کچی کوٹھی الیاس لوہاری منڈی لاہور

حب اطہرا

کا نام

محافظ اطہرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں مرض کیلئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپکی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں ... ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور ... کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ عہ ایک روپیہ چار آنے۔ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک ... منگانے پر فی تولہ عہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دوا خانہ رحمانی قادیان پنجاب

ضرورت

ایک تجربہ کار گریجوایٹ یا ایس۔ اے۔ وی ٹیچر کی چند بچوں کی پرائیویٹ تعلیم و تربیت کے لئے صوبہ بہار میں ضرورت ہے۔ عمر چالیس سال سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ تنخواہ حسب قابلیت دیجائیگی۔ بارہ مہینے سروس کے بعد ایک ماہ کی رخصت نصف تنخواہ پر یا پندرہ دن کی رخصت پوری تنخواہ پر ملیگی۔ پہلے سفر کے لئے انٹر کلاس کا ایک کرایہ بھی دیا جائیگا۔ درخواستیں بنام:

حضرت میاں بشیر احمد صاحب قادیان دی جائیں

ایک زمین قابل فروخت ہے

قادیان میں خسرہ نمبر ۱۳۹ الحدادی ۱۵ مرلہ جو سڑک باغ بابا والا کے شروع میں ہے۔ اور منڈی کے کونہ پر ہے۔ اس لئے نیچے دو کانیں اوپر مکان بن سکتا ہے۔ بھائی محمود صاحب کی دوکان کے سامنے ہے۔ خط و کتابت بنام

چوہدری کرم الہی کرم پور ڈاکخانہ بارڈن ضلع شیخوپورہ

حکیم اجمل خاں صاحب کا ناگہانی انتقال

۲۹ دسمبر کی صبح کو دہلی میں دفعتہً یہ اطلاع پہونچی۔ کہ رامپور میں حکیم اجمل خاں صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا۔ حکیم صاحب بمبئی میں شاہ امان اللہ خاں کا استقبال کرنے کے بعد دہلی واپس آئے تھے۔ اور پھر رامپور تشریف لے گئے تھے۔ کسی قسم کی بیماری اور تکلیف نہ تھی۔ اس لئے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ وہ انتقال کر جائیں گے۔ جب لوگوں نے اس خبر کو سنا۔ تو وہ یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مگر بہت جلدی اس کی تصدیق ہو گئی اور تمام دہلی میں ایک ہیجان عظیم برپا ہو گیا۔ جوں جوں خبر پھیلتی گئی شہر میں ہڑتال ہوتی چلی گئی۔ تاآنکہ دوپہر تک تمام شہر کے بازار بند ہو گئے۔ سکھ۔ عیسائی۔ امیر۔ غریب غرض ہر مذہب و ملت اور ہر طبقہ و خیال کے لوگوں پر یکساں رنج و غم کی کیفیت طاری تھی۔ بعض ہندو رئیسوں اور لیڈروں نے شہر میں خود چکر لگا کر ہندوؤں کی دوکانیں بند کرا دیں۔

۲ بجکر ۴۵ منٹ پر حکیم صاحب کا جسم خاکی ہز ہائی نس نواب صاحب رامپور کی خاص شاہی موٹر پر دہلی پہونچا اور شریف منزل میں لیجایا گیا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد اندر سے باہر لایا گیا۔ اور پریڈ کے میدان کی طرف جنازہ روانہ ہوا۔ تاکہ نماز آسانی کے ساتھ ادا کی جا سکے۔ شہر کی آبادی کا ایک بڑا حصہ جنازہ کے ساتھ تھا۔ گرد و نواح کے مقامات حتّٰے کہ علیگڑھ مراد آباد۔ میرٹھ۔ کرنال۔ گوڑگانواں وغیرہ کے آدمی بھی کثرت سے آ گئے تھے۔ کم سے کم اندازہ یہ ہے۔ کہ چالیس پچاس ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے۔

سوا چار بجے جنازہ پریڈ کے میدان میں پہونچا۔ اور سارا میدان بھر گیا۔ ابتداءً وہیں نماز پڑھانے کا خیال تھا۔ مگر امام صاحب جامع مسجد کی رائے یہ ہوئی۔ کہ جامع مسجد میں پڑھائی جائے۔ چنانچہ شاہی دروازہ کھولا گیا۔ اور اس سے جنازہ مسجد میں داخل ہوا۔ آٹھ نو برس کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا۔ جبکہ جامع مسجد کے اندر ہندو اور مسلمان پھر ایک جگہ دیکھے گئے۔ نماز کے وقت ہندو الگ ہو گئے۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار مسلمانوں نے نماز ادا کی۔ اور اس کے بعد پانچ بجکے قریب جنازہ قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ ۶ بجے کے قریب جنازہ سید حسن رسول نما کے قبرستان میں پہنچا۔ جو حکیم صاحب کا خاندانی قبرستان ہے اور دفن کیا گیا۔ آخیر وقت اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ جس شخص نے زندگی بھر کھدر پہنا ہو۔ اسے مرنے کے بعد بدیسی کپڑا نہیں پہنانا چاہیئے۔ چنانچہ اسی وقت کھدر کا کپڑا مہیا کیا گیا۔ اور جسم کو اس میں لپیٹ دیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس لاہور

لاہور ۳۱۔ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی کارروائی آج دوپہر کے وقت حبیبیہ ہال میں شروع ہوئی۔ حاضرین کی تعداد اچھی تھی۔ باہر کے صوبوں سے بھی متعدد اصحاب آئے ہوئے تھے۔ لاہور کے تقریباً تمام اکابر موجود تھے۔ باہر کے شہروں سے بھی لوگ آئے تھے۔ لارڈ ہیڈلے بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے وہ برقی پیغامات اور مکاتیب پڑھ کر سنائے جو مختلف حضرات کی طرف سے عدم شمول پر افسوس اور اجلاس کی کامیابی پر مشتمل تھے۔ ازاں بعد نواب سر ذوالفقار علیخاں صاحب رکن اسمبلی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا مطبوعہ خطبہ انگریزی زبان میں پڑھ کر سنایا۔ جس کے اکثر جملوں پر اس پاس کے انگریزی خواں حاضرین "ہیر ہیر" کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اس خطبے کے خاتمے پر خوب زور کے ساتھ تالیاں بجائی گئیں۔ پر جوش تالیوں کے ہنگامہ میں میاں سر محمد شفیع صدر منتخب آل انڈیا مسلم لیگ کرسی صدارت کی طرف بڑھے۔ آپکا خطبہ صدارت انگریزی زبان میں چھپا ہوا تھا جسے آپنے حسب معمول قابلانہ انداز کے ساتھ پڑھا۔ حاضرین کا اکثر حصہ اس خطبے کے مختلف حصوں کی داد "ہیر ہیر" کے نعروں اور تالیوں سے دیتا رہا۔ خطبہ صدارت کے اختتام پر سر محمد شفیع نے فرمایا۔ کہ مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس نے باقاعدہ صدر منتخب کیا تھا میں اعلان کرتا ہوں کہ کلکتہ میں جو لیگ کا اجلاس ہو رہا ہے وہ ناجائز ہے۔ اور لیگ کا صحیح اجلاس یہی ہے۔ اس کے بعد جلسہ برخواست ہو گیا۔

اجلاس کی برخاستگی کے ساتھ ہی مجلس انتخاب مضامین کا جلسہ اسلامیہ کالج کے کیمسٹری روم میں شروع ہو گیا۔ شرکاء کی تعداد اچھی تھی۔ یہ اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا۔ مختلف قراردادوں پر بحثیں ہوئیں۔ تمام قراردادیں بہ اتفاق منظور ہو گئیں۔ صرف دو قراردادوں میں چوہدری افضل حق صاحب ایم ایل سی کی طرف سے ترمیمیں پیش کی گئیں۔ یہ ترمیمیں مجلس انتخاب مضامین میں بہ کثرت آراء مسترد ہو گئیں۔

کھلا اجلاس حسب اعلان ساڑھے تین بجے شروع ہوا۔ سب سے پہلے ایک قرارداد مسٹر غزنوی (بنگال) کی طرف سے پیش ہوئی۔ جس کا متن یہ ہے۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس ہندوستان کی تمام جماعتوں کے راہنماؤں کو دعوت دیتا ہے۔ کہ وہ رائل کمیشن کے کام شروع کرنے سے پیشتر ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی اور مسلمانوں کے حقوق و مفاد مشمولہ قرارداد بالا کے متعلق ایک اطمینان بخش سمجھوتہ کر لیں۔ تاکہ آئینی کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہندوستان کے دستور اساسی کا ایک ایسا مسودہ طیار ہو سکے۔ جس میں تمام قوموں کے جائز حقوق و مفاد کی کافی حفاظت کی گئی ہو"۔

چوہدری افضل حق نے یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اصل قرارداد میں سے مندرجہ ذیل الفاظ حذف کئے جائیں۔

"رائل کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے"

ووٹ لئے گئے۔ تو صاحب صدر نے کہا۔ کہ ۶۳ ترمیم کے حق میں ہیں اور ۱۱۳۔ اصل قرارداد کے حق میں قرارداد منظور ہو گئی۔

بعد ازاں صاحب صدر نے مندرجہ ذیل قرارداد پڑھ کر سنائی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس بزور رائے ظاہر کرتا ہے۔ کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے فوری ذرائع اختیار کئے جائیں۔ تاکہ یہ صوبے برطانوی ہند کے دوسرے صوبجات کے برابر آ جائیں"۔ یہ قرارداد باتفاق رائے منظور ہو گئی۔

صاحب صدر نے بعد ازاں یہ قرارداد سنائی۔

"ہر گاہ کہ صوبہ سندھ کو احاطہ بمبئی کے ساتھ نسلی یا جغرافیائی یا کوئی دوسرا تعلق نہیں اور اسے بمبئی کے ساتھ شامل رکھنا باشندگان سندھ کے مفاد کیلئے نقصان رساں ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے یہ ہے۔ کہ صوبہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے الگ کر کے ایک مستقل صوبہ بنا دیا جائے۔ اور اس میں ہندوستان کے دوسرے صوبجات کے مساوی اصلاح شدہ نظام حکومت جاری کیا جائے"۔

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

بعد ازاں سر اقبال نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

"موجودہ انتظام میں بنگال و پنجاب کے مسلمانوں کو مجلس وضع قوانین میں اکثریت کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس کے خلاف پر زور احتجاج کرتا ہے اور اسے اصول جمہوریت کے منافی بتاتا ہے۔ لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ ۱۹۲۱ء میں مسلمانوں کے ساتھ جو یہ بے انصافی کی گئی تھی۔ اسے دور کیا جائے"۔

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

ایک طویل قرارداد ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق پیش کی۔

ایک قرارداد یہ منظور ہوئی۔ کہ کسی جماعت کو مختلف شعبوں میں۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع ہوا)